OPEN ACCESS: Al Khadim Research Journal of Islamic Culture and Civilization
ISSN (ONLINE): 2710-0235 & ISSN (PRINT): 2710-0227
https://www.arjicc.com

مقامی علمی مراکز کا فقہی فکر کی تشکیل میں کردار: جامعہ فریدیہ ساہیوال اور علامہ ابوالنصر منظور احمد شاہ کی منہجی خدمات کا مطالعہ

Regional Centers of Islamic Learning and the Construction of Juristic Thought: Methodological Contributions of Jamia Faridia Sahiwal and Allama Abu al-Nasr Manzoor Ahmad Shah

Muhammad Ameen
Ph.D. Scholar, Department of Islamic Studies, Imperial College of Business Studies, Lahore.
Email: Muhammadameenfaridi@gmail.com

Dr. Muhammad Shahid
Assistant Professor, Imperial College of Business Studies, Lahore

Received on: 04-10-2025 Accepted on: 06-11-2025

Abstract

Allama Abu al-Nasr Manzoor Ahmad Shah (1930–2019): Life, Scholarship, and Religious Legacy. Allama Abu al-Nasr Manzoor Ahmad Shah (رحمہ اللہ), famously known by the title Fateh-e-Isaiyat (Conqueror of Christianity), was born on 13 December 1930 in Pir Bakhsh Chauhan, District Ferozepur, British India. His lineage traces back through forty generations to Hazrat Muslim bin Aqeel (رضی اللہ عنہ), the nephew of Hazrat Ali (کرم اللہ وجہہ) and cousin of Imam Husayn (رضی اللہ عنہ), which establishes his Hashemite descent. His birth, according to family tradition, was foretold by Hazrat Shaykh Abdul Qadir Jilani (رحمہ اللہ). He acquired his formal religious education at Jamia Hanafia Faridia, Basirpur, where between 1948 and 1950 he mastered the classical Dars-e-Nizami curriculum, excelled in the traditional Islamic sciences, and completed Dawrah-e-Hadith, earning his sanad of graduation. On the instruction of his teacher, Mufti Noorullah Naeemi (رحمہ اللہ), he assumed teaching responsibilities in Sahiwal. Recognizing his intellectual capacity, the Government of Pakistan selected him among twenty-five scholars for advanced training at the Ulama Training Academy in Quetta, from where he received a distinction certificate in 1962, followed by further certification from the Peshawar Academy in 1964. Seeking higher scholarly refinement, he studied for two years at Jamia Islamia Bahawalpur under the renowned Allama Syed Ahmad Saeed Shah Kazmi (رحمہ اللہ). ۔ In 1964, he laid the foundation of Jamia Faridia Sahiwal, which became a prominent center of Islamic learning. Until his passing in 2019, he devoted his entire life to teaching, research, authorship, and religious preaching. Through continuous instruction and spiritual guidance, he trained countless students. Today, thousands of his disciples are actively engaged in teaching and religious services across Pakistan and abroad. Allama Manzoor Ahmad Shah passed away on 25 August 2019 (24 Dhul-Hijjah 1440 AH) at the age of 89. His funeral, one of the largest in Sahiwal's history, was led by his son,

Professor Dr. Mufti Muhammad Mazhar Farid Shah. He authored over 150 works, including Tafsir Noor-ul-Qur'an and Jalwa-e-Janan, leaving a lasting scholarly and missionary legacy.

Keywords: Allama Abu al-Nasr Manzoor Ahmad Shah, Jamia Faridia Sahiwal, Religious Legacy, Scholarship.

یہ دنیا ابتداء ہی سے دو طبقوں میں منقسم ہے ایک وہ طبقہ جن کے شب و روز اپنے اقتدار کو مستحکم کرنے کی تدبیروں میں بسر ہوتے ہیں اور اپنے اقتدار کو طول دینے کے لئے سب کچھ کر گزرنے کی فکر میں رہتے ہیں۔ دھوکہ، فریب، عیاری و مکاری، ترغیب و تحریص، ظلم و ستم اور وحشت حتیٰ کہ ایمان فروشی بھی ان کے لئے فائدہ مند ہوتی ہے تو اس سے بھی دریغ نہیں کرتے۔ دوسرا طبقہ وہ جن کا سرمایہ حیات خوفِ خدا، صبر و توکل، تقوٰی و فقر، محاسبہ ذات، تزکیہ نفس، اخلاص، امانت و دیانت اور اعلاء کلمۃ الحق ہوتا ہے۔

اللہ تعالی نے انسانوں کی رہبری و ہدایت کے لئے اپنے نیک و صالح بندوں کو اس دنیا میں بھیجا جنھوں نے مثالی کردار کا مظاہرہ کر کے گرتی ہوئی انسانیت کو سنبھالا۔ ہدایت و رہبری کا سلسلہ روز اول سے قائم ہے اور ابد تک قائم رہے گا۔ یہ دنیا کبھی عابدوں اور زاہدوں سے خالی نہیں رہی۔ آج کے اس مادیت زدہ اور پُر فتن دور میں بھی جہاں ہر طرف افرا تفری، بے راہ روی، مکر و فریب، ریا کاری، جھوٹ اور دغا بازی کا بازار گرم ہے وہاں ایسے لوگوں کی بھی کمی نہیں جو انسانیت کی بھلائی اور ہدایت کے لئے شب و روز کوشاں اور مصروف عمل نہ ہوں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو حرص و طمع سے دور مجاہدانہ زندگی بسر کر رہے ہیں۔ جن کی حضوری میں قلب کو اطمینان اور دلوں کو چین ملتا ہے۔ لوگ ان کی محفل میں بیٹھ کر اپنے دکھوں کا علاج پاتے ہیں۔ جن کو دیکھ کر روحانی سکون ملتا ہے، جن کی باتوں میں مٹھاس ہوتی ہے، جن کی نصیحتیں دلوں پر اثر کرتی ہیں اور جن کی صحبت انسانوں کی کایا پلٹ دیتی ہے۔

علامہ ابوالنصر منظور احمد شاہؒ کے احوال و آثار اور تصنیفی خدمات:

علامہ ابوالنصر منظور احمد شاہؒ کی شخصیت ایسی پُر کشش اور جامع صفات کی حامل تھی کہ جن کی محفل میں بیٹھ کر پھر اُٹھنے کو دل نہیں چاہتا۔ پُر نور چہرے، دھیمے لہجے اور صاحب حال ہونے کے ساتھ ساتھ ایک منفرد حیثیت کے مالک تھے بلکہ آپکی دینی و مذہبی اور علمی خدمات کے اعتراف میں علماء کرام آپ کو عالمی مبلغ اسلام کے لقب سے یاد کرتے تھے۔ آپ نہ صرف خود علوم شریعت و طریقت کی دولت سے مالا مال ہیں بلکہ اس سلسلہ فیض کو انسانوں کے قلوب و اذہان میں منتقل کرنے کا طریقہ بھی جانتے تھے۔

علامہ ابوالنصر منظور احمد شاہؒ صرف قال اور حال کے ماہر نہیں بلکہ صحیح، سچے عالم اور باکمال صوفی بھی تھے، آپ کے مزاج میں انکساری و فقر کا عنصر نمایاں اور غالب نظر آتا تھا۔ جو دراصل روحانیت اور تصوف کی جان ہے۔ آپ کے قول و فعل میں ہم آہنگی تھی اور حاجت مندوں کی ضروریات کو پورا کرنا اپنا اولین فرض سمجھتے تھے، جو درحقیقت تصوف کی روح ہے اور آپ صحیح معنوں میں انبیاء کرام کے اُن وارثین میں سے تھے، جنھوں نے مسلمانوں کو شریعت و طریقت کے اسرار و رموز سے آگاہ کیا۔ آپ کی شخصیت درحقیقت ملک پاکستان میں حضرت امام ربانی

مجدد الف ثانیؒ، حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلویؒ، حضرت قاضی ثناءاللہؒ پانی پتی، حضرت امام اہلسنت الشاہ احمد رضا خاں بریلویؒ، حضرت صدر الشریعہ امجد علی خاںؒ، حضرت نعم الدین مراد آبادیؒ، عالمی مبلغ اسلام حضرت شاہ عبدالعلیم صدیقیؒ، حضرت غزالیٔ زماں سید احمد سعید شاہ کاظمیؒ اور حضرت سید پیر مہر علی شاہؒ کے علم و فکر کی عملی تصویر تھی۔

پیدائش:

علامہ منظور احمد شاہؒ 13 دسمبر 1930ء میں انڈیا ضلع فیروز پور (بھارت)، قصبہ پیر بخش چوہان میں پیدا ہوئے۔ آپ کی کنیت ابوالنصر اور لقب فاتح عیسائیت ہے۔ آپ کا سلسلہ نسب چالیس واسطوں سے حضرت مسلم بن عقیلؓ سے جا ملتا ہے۔ حضرت مسلم بن عقیلؒ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے بھتیجے اور سیدنا امام حسینؓ کے چچا زاد بھائی تھے۔ اس لیے آپ ہاشمی کہلاتے ہیں۔ آپ کی پیدائش حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی بشارت سے ہوئی۔[1]

ابوالیسر محمد ظفر اقبال خاں فریدیؒ کو حضر پیر شاہ چراغؒ سے قرب کا شرف حاصل رہا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ مجھے شاہ صاحب نے اپنے بیٹے ابوالنصر منظور احمد شاہ کی ولادت کے بارے میں جو فرمایا وہ کچھ اس طرح ہے:

"میرے پاس کوئی اولاد نرینہ باقی نہیں رہتی تھی صرف دو بیٹیاں تھیں، نرینہ اولاد کی کافی حسرت دل میں تھی، ایک دن سویا ہوا تھا لیکن قسمت جاگ اٹھی، خواب میں دیکھا کہ سیدنا غوث اعظم عبدالقادر جیلانیؒ سٹیج پر مجمع عام سے خطاب فرما رہے ہیں۔ میں ان کے پاس گیا قدم بوسی کا شرف حاصل کیا اور نرینہ اولاد کے لئے دعا کی درخواست کی تو آپ رحمہ اللہ علیہ نے فرمایا تیرے ہاں ایک صالح بیٹا پیدا ہوگا اس کا نام منظور احمد رکھنا، تمہارا یہ بیٹا دین اسلام کا عظیم رکن ہوگا۔ حضرت سیدنا غوث اعظم عبدالقادر جیلانیؒ کی نوید مبارک کے چند ماہ بعد میرے ہاں بیٹا پیدا ہوا تو حسب ہدایت میں نے اس بیٹے کا نام منظور احمد رکھا۔"[2]

شجرہ نسب:

ابوالنصر منظور احمد شاہ کا شجرہ نست مندرجہ ذیل ہے:

ابوالنصر منظور احمد شاہ ابن شاہ چراغؒ ابن جمال الدین شاہؒ ابن پیر شاہؒ ابن خیرن شاہؒ ابن لعل عین شاہؒ ابن پنن شاہؒ ابن دوست شاہؒ ابن رنگ شاہؒ ابن خواجہ دیوان اللہ بخشؒ ابن دیوان جمال الدین شاہؒ ابن دیوان فاضل سچیار شاہؒ ابن دیوان نور الٰہی شاہؒ ابن شیخ محمد موسیٰ شاہؒ ابن محمد دوست شاہؒ ابن شیخ محمد حبیب اللہ شاہؒ ابن شیخ ناصر الدین شاہؒ ابن شیخ شرف الدین شاہؒ ابن شیخ فیض اللہ شاہؒ ابن شیخ علم الدین شاہؒ ابن شیخ نور الدین شاہؒ ابن شیخ عبداللہ جہانیاںؒ ابن شیخ نصیر الدینؒ ابن شیخ روشن دینؒ ابن شیخ عمر الدینؒ ابن شیخ محمد اشرفؒ ابن شیخ صلاح الدینؒ ابن شیخ نور الدینؒ ابن شیخ مبارکؒ ابن شیخ بدر الدینؒ ابن شیخ شرف الدینؒ ابن شیخ محمد حسنؒ ابن شیخ احمدؒ ابن شیخ عمر اشرفؒ ابن شیخ محمود الحسنؒ ابن دیوان مہدیؒ ابن شیخ عبد الملکؒ ابن حضرت عباسؓ ابن حضرت عبدالعزیزؓ ابن حضرت سیدنا امام مسلمؓ ابن حضرت عقیلؓ ابن ابو طالب ابن عبدالمطلب ابن ہاشم (ہاشم حضور علیہ السلام کے جد امجد ہیں اسی نسبت سے یہ خاندان ہاشمی کہلاتا ہے)[3]

خاندانی پس منظر:

علامہ ابوالنصر منظور احمد شاہؒ ہاشمی کے اباواجداد میں آپ کے دادا حضرت جمال الدین شاہ ہاشمیؒ خاندانی اعتبار سے خاندان بنوہاشم کے چشم وچراغ تھے۔آپؒ 1845ء میں بھارت کے شہر جلال آباد(ضلع فیروزپور) کے معروف گاؤں پیر بخش چوہان میں پیدا ہوئے۔اسی گاؤں کی مسجد میں آپؒ نے پوری زندگی 1947ء تک امامت وخطابت کے فرائض انجام دیئے۔آپؒ کا انتقال 1950ء کو ہوا اور آپؒ کا مزار مبارک موضع ڈھپئی کلاں ضلع پاکپتن میں ہے۔[4]

آپؒ کے والد باباشاہ چراغ رحمۃ اللہ علیہ علوم متداولہ میں مہارت رکھتے تھے۔آپؒ معروف روحانی وعلمی شخصیت تھے اور انہیں منقولات کے علاوہ مروجہ علوم درس نظامی خصوصاًفارسی میں خاصی مہارت تھی۔ باکمال شخصیت کے مالک تھے۔اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ بندوں والی صفات وکمالات سے پیر شاہ چراغ علی شاہؒ کو متصف فرمایا تھا۔آپؒ خاندانی اعتبار سے خاندان بنوہاشم کے چشم وچراغ تھے۔آپؒ کا سلسلہ نسب ۹۳ واسطوں سے خاندان بنوہاشم کے چشم وچراغ اور واقعہ کربلا کے سب سے پہلے شہید حضرت مسلم بن عقیلؓ سے جاملتا ہے۔آپ 1898ء میں ہندوستان کے شہر جلال آباد(ضلع فیروزپور) کے ایک گاؤں موضع پیر بخش چوہان کی سرزمین پر حضرت جمال الدین ہاشمیؒ کے گھر میں پیدا ہوئے۔قیام پاکستان کے بعد اپنے خاندان کے ساتھ بھارت سے ہجرت کرکے پاکستان کے صوبہ پنجاب کے ضلع پاکپتن شریف کے نواح میں موضع ڈھپئی میں رہائش پذیر ہوئے۔[5]

ابوطیب سائیں نذیر فریدی پیر شاہ چراغؒ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ:

"حضرت پیر شاہ چراغ علی شاہؒ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد سے حاصل کی۔حضرت پیر جمال الدین شاہ ہاشمیؒ نے اپنے لخت جگر پیر چراغ علی شاہؒ ہاشمی کو حسن علم سے آراستہ کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا ناظرہ قرآن مجید اور ابتدائی فارسی خود پڑھائی اس کے بعد مزید تعلیم کے لئے سہارن پور اور دہلی کے مدارس میں بھیج دیا۔آپؒ کی زیادہ توجہ فقہ،اصول فقہ،حدیث،اصول حدیث،اسماءالرجال اور علم تصوف کی طرف تھی۔اسی وجہ سے آپؒ کو مثنوی مولانا رومؒ،اور حضرت گنجوی کا سکندرنامہ،مولانا عبدالرحمن جامیؒ کے لوائح اور دیگر شعراء کے سینکڑوں اشعار نوک زبان تھے۔آپ نے چالیس سال تک درس وتدریس کا مقدس پیشہ جاری رکھا اور اپنے موضع پیر بخش چوہان متصل جلال آباد فیروزپور میں وسائل وذرائع سے بے نیاز ہوکر خدمت دین کا پرچم تھامے رکھا""[6]

سائیں نذیر احمد فریدی آپ کے اباواجداد کی تحریک پاکستان میں خدمات کے متعلق فرماتے ہیں کہ:

حضرت پیر شاہ چراغ علی ہاشمیؒ برصغیر کے مشہور عالم دین اور امام احمد رضا خاںؒ کے دوقومی نظریہ پر یقین رکھتے تھے۔1930 میں شاعر مشرق علامہ محمد اقبالؒ کے تصور پاکستان کے بعد مسلم لیگ کانگرس کے خلاف دوقومی نظریہ کا علم لیکر گامزن ہوچکی تھی۔بدقسمتی سے ہندوستان کے طول وعرض میں پائے جانے والے بعض کانگریسی علماء کا مسلم لیگ کی بجائے گاندھی سے یارانہ تھا اور تحریک پاکستان کے خلاف پورازور صرف کررہے تھے۔جبکہ اس وقت حضرت پیر چراغ علی شاہؒ نے مسلم لیگ کے نظریہ سیاست کو جلال آباد کی جامع مسجد میں پورے ہاشمی ولولے اور

حسینی طنطنے سے پیش کیا۔ آپ کی جرات و بہادی اور مقبولیت عامہ کی وجہ سے آپ کو جلال آباد مسلم لیگ کا سیکریٹری جنرل منتخب کیا گیا۔[7]
حضرت پیر شاہ چراغ علی شاہؒ کی اولاد منظور احمد شاہ کے علاوہ دو بڑی صاحبزادیاں تھیں۔ جو کہ آپ کی زندگی میں فوت ہو گئی تھیں۔ علامہ ابوالشاہد شبیر احمد ہاشمی جو مشہور عالم دین اور سیاست دان ہیں آپ کی بڑی صاحبزادی کے بیٹے ہیں اور علامہ پیر محمد جمیل شاہ ہاشمی چھوٹی صاحبزدی کے بیٹے ہیں۔ شاہ صاحب کا انتقال 10 فروری 1982ء بروز بدھ بعد نماز عشاء ہوا۔ آپ کا مزار جامعہ فریدیہ کے باب العلم میں ہے۔[8]

علامہ ابوالنصر منظور احمد شاہ کی تعلیم و تربیت:

علامہ منظور احمد شاہ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد گرامی بابا شاہ چراغ سے حاصل کی۔ تھوڑے عرصے کے بعد فیروز پور شہر میں مدرسہ مسجد شرف الدین کے مدرس مولانا غلام محمدؒ کے پاس ہدایہ، نحو اور کافیہ پڑھیں۔ تقسیم ہند کے وقت اپنے والد کے ہمراہ ہجرت کر کے ضلع پاکپتن میں فروکش ہوئے تو آپ نے نواحی چک ٹوانہ میں مولانا محمد اسماعیلؒ کے پاس کنزالد قائق، قدوری اور کافیہ وغیرہ پڑھیں۔[9]
آپ کو میاں علی محمدؒ سے خصوصی لگاؤ تھا جو اس وقت کے مشہور صوفی بزرگ تھے، اسی بناء پر ان کے قائم کردہ مدرسہ واقع پاکپتن شریف منتقل ہو گئے۔ ابھی دو مہینے ہی گزرے تھے کہ ابوالخیر مفتی محمد نور اللہ نعیمیؒ تشریف لائے تو ان کی نظر آپ پر پڑی۔ پوچھا! کیا پڑھتے ہو؟ آپ نے بتایا مشکوٰۃ اور جلالین وغیرہ، اس جواب پر حضرت نے آپ سے چند علمی سوالات کیے جن کے جواب کچھ درست اور کچھ غلط رہے۔ ان سوالات کے بعد آپ کے دل میں حضرت نور اللہ نعیمیؒ کی علمی دھاک بیٹھ گئی۔ ان سے پوچھا کہ آپ کہاں ہوتے ہیں؟ انھوں نے بصیر پور میں واقع اپنے دار العلوم کے بارے میں بتایا۔ اس کے بعد آپ بلا تاخیر اُن کے ہاں جامعہ حنفیہ فریدیہ بصیر پور حاضر ہوئے۔ آپ اکثر کتب پہلے ہی پڑھ چکے تھے۔ 1948ء سے 1950ء تک سخت محنت کے ساتھ مدارس عربیہ کے نصاب پر عبور حاصل کیا اور علم متداولہ میں مہارت اور دورۂ حدیث کی تکمیل کے بعد سند فراغت حاصل کی۔ اس کے بعد اپنے استاد محترم مولانا مفتی نور اللہ نعیمیؒ کے حکم پر ساہیوال میں مسند تدریس سنبھالی۔ حکومت پاکستان نے علماء کی تربیت کے لیے کوئٹہ میں ایک اکیڈمی قائم کی جس میں تربیت کا جدید نہج پر اہتمام کیا گیا۔ اس کورس میں پچیس علماء کا انتخاب کیا گیا ان پچیس علماء میں آپ بھی شامل تھے۔ آپ نے 1962ء میں کوئٹہ اکیڈمی سے سند امتیاز حاصل کی۔ 1964ء میں آپ نے پشاور اکیڈمی سے بھی سند حاصل کی۔ ان دنوں علامہ سید احمد سعید شاہ کاظمیؒ کی علمی دنیا میں شہرت تھی لہذا آپ شرفِ تلمذ حاصل کرنے 1964ء میں ان کے ہاں جامعہ اسلامیہ بہاولپور حاضر ہوئے اور دو سال تک شرفِ قربت سے مستفیض ہوتے رہے۔ جامعہ اسلامیہ کے شیخ الفقہ مولانا عبداللہ صاحبؒ کے درس میں ہدایہ کے کسی عنوان پر بحث کے دوران مولانا نے آپ سے کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کے والدِ محترم کی تربتِ اطہر پر ایک مصرع لکھا ہوا دیکھا ہے تم اس پر پوری رباعی بناؤ۔ مصرع یہ تھا:
"برمزار والد پیمبرے"۔ اس پر آپ نے فی البدیہہ رباعی کہی جو آپ کی ذکاوت اور ذوقِ سلیم کے ساتھ عشقِ رسول ﷺ کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ پوری رباعی اس طرح ہے۔

مرقدِ عبداللہ زندہ دلے　　　　نے رسول نے پیمبر ایں ولے

ملک و جن وانس او گویند سلام　　　　برمزارِ والدِ پیمبرے

اس جواب پر مولانا عبداللہ جھوم اٹھے، داد دی اور اسی وقت دس روپے بطور انعام دیے۔[10]

ابوالبرکات اللہ دتہ فریدی ''ابوالنصر منظور احمد شاہ ایک تعارف ایک تذکرہ'' میں فرماتے ہیں کہ: ''آپ نے فاضل عربی، فاضل فارسی اور علوم نظامیہ سے فراغت کے بعد میٹرک، مستند کوئٹہ اکیڈمی، تخصص، ایم اے جامعہ اسلامیہ بہاول پور اور مستند پاکستان اکیڈمی پشاور کے امتحانات پاس کئے ہیں۔''[11]

آپ محکمہ اوقاف پنجاب (پاکستان) میں بطور خطیب وامام بھی فرائض انجام دیتے رہے ہیں۔ آپ نے سنہری مسجد گول چوک ساہیوال میں بطور امام وخطیب پچاس سال سے زائد فرائض انجام دیئے ہیں۔ جب حکومت پنجاب نے اس مسجد کا انتظام وانصرام محکمہ اوقاف کو دے دیا تو آپ اس کے سرکاری خطیب وامام مقرر ہوئے۔ جبکہ آپ جماعت اہل سنت پاکستان کے تاحیات صوبہ پنجاب کے صدر بھی رہے ہیں۔ جبکہ صدر پاکستان ضیاء الحق مرحوم کے دور حکومت میں آپ بطور مشیر شرعی کورٹ بھی رہے ہیں اور یہ فریضہ آپ نے احسن طریقے سے سر انجام دیا۔

بیعت:

روحانی طور پر آپ سلسلہ چشتیہ فریدیہ سے فیض یاب ہیں آپ نے فرید العصر حضرت میاں علی محمد خانؒ آف بسی شریف کے دست حق پر بیعت فرمائی۔ آپ خود فرماتے ہیں کہ:

''مارچ 1950ء کی بات ہے کہ دربار گوہر بابا فریدالدین مسعور گنج شکرؒ پر حاضری کا شرف حاصل ہوا اور قبر انور پر بیٹھے بیٹھے اونگھ آگئی۔ خواب میں دیکھا کہ قبر کے اندر بابا فریدؒ مصروف وظیفہ ہیں اور آپ کے دائیں طرف ایک سفید ریش نورانی شخص تسبیح میں مصروف ہیں۔ میں نے آگے بڑھ کر باباصاحب کی دست بوسی کی تو آپؒ نے مصافحہ کے بعد میرا ہاتھ پکڑ کر اس نورانی شخص کو تھما دیا۔ میں نے اس کے ہاتھ چومے اور اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی۔ میں اس نورانی شخصیت کی تلاش میں سرگرداں تھا۔ ایک دن پاکپتن شریف کی ڈھکی سے بہت سے لوگ اتر رہے تھے میں یہ منظر دیکھنے کے لیے رک گیا اور اسی مجمع میں اس نورانی شخصیت کو دیکھا، جن کو بابا فریدؒ کے پہلو میں بیٹھے دیکھا تھا۔ جب لوگوں سے نام پتہ پوچھا تو بتایا گیا کہ یہ میاں علی محمد خانؒ سجادہ نشین بستی شریف ہیں۔ چناچہ سلسلہ میں داخل ہونے کا فیصلہ کر لیا بلکہ فیصلہ تو پہلے ہی ہو گیا تھا۔ بیعت کے لئے حاضر ہوا اور تمنا ظاہر کی تو مسکرا کر فرمایا اچھا بیٹھ جاؤ سارا دن گزر گیا بعد نماز مغرب بلایا اور شرف بیعت سے نوازا''[12]

ابوالنصر منظور احمد شاہؒ کا عقیدہ و فقہی مسلک:

علامہ منظور احمد شاہؒ فقہی مسلک میں امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابتؒ کے پیروکاروں میں سے ہیں۔ مختلف فیہ مسئلہ میں دلائل پیش کرنے میں وہ امام اعظم ابو حنیفہؒ، امام ابو یوسفؒ، امام محمد بن حسن شعبانیؒ اور دیگر علماء احناف کے دلائل کو ترجیح دیتے ہیں۔ اجتہادی اور تحقیقی مسائل حل کرتے ہوئے وہ اپنے ہم عصر علماء کے سرخیل نظر آتے ہیں۔

ابوالنصر منظور احمد شاہؒ کی صفات حمیدہ:

منظور احمد شاہؒ کو عشق رسول جیسے کے گھٹی میں ملا ہے۔ آپ کی ذات میں علمائے ربانیین کی تمام صفات بدرجہ اتم موجود ہیں۔ آپ کے ہر عمل میں سنت مصطفیٰ کی جھلک نظر آتی ہے۔ آپ کا زیادہ وقت کثرت عبادت، ذکر واذکار، تالیف و تصنیف، درود و سلام، واعظ و نصیحت اور درس و تدریس میں گزرتا ہے۔

کثرت عبادت:

اللہ تعالی نے منظور احمد شاہ کو بچپن سے ہی اپنی اطاعت و بندگی کے لئے منتخب فرمالیا۔ آپ بچپن سے ہی صوم و صلوۃ کی پابندی کے ساتھ نفلی عبادت کثرت سے کیا کرتے تھے۔ نفلی روزوں سے متعلق آپ خود فرماتے ہیں کہ:

"مجھے بچپن ہی سے روزے رکھنے کا شوق تھا اور اسی شوق کی تکمیل میں میں نے بارہ سال مسلسل روزے رکھے"۔ منظور احمد شاہ اپنی ذوق عبادت کا ایک واقعہ یوں بیان کرتے ہیں:

جب میں مسلسل روزے رکھتا تو میری والدہ مجھے فرماتیں کہ بیٹا روزے زیادہ نہ رکھا کرو بیمار ہو جاؤ گے تو میں نے کہا کہ مجھے میرے شیخ کے پاس لے چلیں اگر وہ وعدہ فرمالیں کہ میں منظور احمد شاہ کا جنازہ خود پڑھاؤں گا تو میں روزے رکھنا چھوڑ دوں گا چنانچہ میری والدہ محترمہ مجھے میرے شیخ کی خدمت میں لے گئیں اور میرا جنازہ پڑھانے کی خواہش کا اظہار کیا تو میرے شیخ میاں علی محمد خانؒ نے فرمایا "بی بی کیا خبر منظور احمد میرا جنازہ پڑھائے"۔ شیخ کی یہ بات بعینہ اس وقت سچ ثابت ہوئی جب میاں علی محمدؒ کا انتقال ہوا تو دیگر علماء اور مشائخ کی موجودگی میں آپ سے ان کے نمازِ جنازہ پڑھانے کی درخواست کی گئی۔[13]

عشق رسول ﷺ:

علامہ ابوالنصر منظور احمد شاہ سے مدینۃ الرسول کے بارے میں جب گفتگو ہوئی تو انھوں نے اپنے خیالات کا اظہار کچھ اس طرح فرمایا:

"میں بارہ سال مسلسل حج کے لئے درخواستیں جمع کرواتا رہا لیکن قرعہ نہ نکلا۔ بارہ سال کے طویل انتظار کے بعد جب میں سخت بیمار تھا تو حج کی درخواست منظور ہو گئی تو وہ لمحہ میری زندگی کا خوش گوار تھا، میری والدہ محترمہ نے مجھے کہا کہ بیٹا اس بیماری کی حالت میں کیسے جاؤ گے؟ میں نے اپنی والدہ محترمہ سے عرض کیا کہ مدینۃ الرسول، کائنات کا سب سے بڑا ہسپتال ہے اور ہسپتالوں میں بیمار ہی جاتے ہیں چنانچہ میں حج پر گیا اور مدینہ شریف کی مٹی اپنے جسم پر ملی"۔ مزید فرتے ہیں کہ:

"مجھے یاد ہے جب میں مدینہ شریف کی مٹی اپنے جسم پر لگا رہا تھا تو مدینہ منورہ کے بچے مجھے دیکھ کر ہنس رہے تھے تو میں نے ہنستے ہوئے بچوں کو دیکھ کر خدا کا شکر ادا کیا کہ میری وجہ سے شہرِ محبوب کے بچے خوش ہو رہے ہیں۔"

مزید فرماتے ہیں "کہ اللہ تعالی کا شکر ہے کہ مدینہ منورہ کی مٹی جسم پر لگانے سے میں نہ صرف صحت یاب ہوا بلکہ اس کے بعد آج تک وہ بیماری دوبارہ نہیں آئی۔"[14]

حج اور عمرہ کی سعادت:

ہر مسلمان کی ابدی خواہش ہوتی ہے کہ وہ حج و عمرہ کی سعادت حاصل کرے اور روضہ ء رسول ﷺ کی حاضری سے مشرف ہو۔ تقدیر خد اوندی اس سلسلہ میں آپ پر خصوصاً مہربان دیکھائی دیتی ہے کہ آپ کے عمروں کا کوئی شمار نہیں
جبکہ 2018 کے حج کو شامل کر کے آپ مسلسل 70 بار حج کی سعادت حاصل کر چکے ہیں۔[15]

زیارت النبی ﷺ:

ہر مومن کی خواہش ہے کہ دنیا میں رہتے ہوئے نبی مکرم ﷺ کی زیارت سے مشرف ہو جائے جو کہ حق ہے۔ منظور احمد شاہ کئی بار اپنی زندگی میں اس عنایت سے مشرف ہوئے۔ آپ فرماتے ہیں کہ 1981ء میں مدینہ منورہ میں حاضری نصیب ہوئی تو خواب میں ایک جگہ لوگو ں کا اجتماع دیکھا تو پتہ چلا کہ یہاں پر سیدنا عبداللہ بن عباسؓ زائرین میں دودھ تقسیم فرمارہے ہیں اور حضور بنی کریم ﷺ خود نگرانی فرمارہے ہیں۔ میں بھی بے تابی سے آگے بڑھا کہ مجھے بھی بھیک مل جائے تو حضور اکرم ﷺ نے میری بے تابی اور بے چینی کو دیکھتے ہوئے سیدنا عبداللہ بن عباسؓ سے فرمایا اسے پہلے دے دو یہ بے چین نظر آتا ہے چنانچہ سیدنا عبداللہ بن عباسؓ نے میرا برتن بھر دیا اور میں خوشی خوشی واپس لوٹا تو آنکھ کھل گئی''۔[16]

ابوالنصر منظور احمد شاہ فرماتے ہیں کہ :

''ایک دفعہ گنبد خضرٰی کی حاضری پر صلوۃ و سلام پیش کرنے کے بعد ذہن میں اشکال پیدا ہوا کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ''من زار قبری و جبت له شفا عتی''[17] جس نے میری قبر کی زیارت کی اس پر میری شفاعت لازم ہو گئی۔ مگر ہم حاضرین کو قبر کی زیارت نصیب نہیں ہوتی کہ قبر مبارک بہت سے پردوں میں ہے اور انہی خیالات میں گم رہا سارا دن پریشانی رہی رات کو سویا قبر انور کی زیارت نصیب ہوئی۔ اسی دوران حضور اکرم ﷺ نے فرمایا میرے ہاں حاضر ہونا ہی قبر کی زیارت ہے اور یہاں کی حاضری شفاعت کو لازم کرتی ہے''۔[18]

زیارت عیسیٰ علیہ السلام:

عیسائیوں کے ساتھ مناظرات کی برکت کی وجہ سے منظور احمد شاہ کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زیارت کا شرف حاصل ہے۔ آپ اپنا خواب بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ :

جناح چوک منٹگمری میں ایک بہت بڑا اجتماع تھا۔ جس میں لوگوں کا جم غفیر تھا۔ اس میں مسلمان اور عیسائی ملے جلے دکھائی دیتے تھے۔ میں نے کسی سے پوچھا یہ بھیڑ کیوں ہے تو جواب ملا کہ یہاں عیسیٰ علیہ السلام تشریف فرما ہیں اور لوگ زیارت کر رہے ہیں۔ میں نے ملاقات کی بڑی کوشش کی مگر بھیڑ کی وجہ سے کامیاب نہ ہو سکا اسی دوران حضرت عیسیٰ علیہ السلام کھڑے ہو گئے تو میں نے چہرہ انور کو دیکھا کسی قریب کھڑے آدمی نے آپ سے کہا کہ وہ منظور احمد شاہ ہے۔ آپ نے اپنے دست مبارک سے لوگوں کو راستہ دینے کا ارشاد فرمایا اور میں اپنی قسمت پر ناز کرتا ہوا آگے بڑھا۔ جھک کر سلام کیا تو آپ نے اپنے داہنے ہاتھ سے میرے پشت پر تھپکی دی تو اسی دوران میں جاگ اٹھا اور اللہ تعالی کا شکر ادا کیا۔[19]

کشف قبور:

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو کشف قبور کا علم عطا فرماتا ہے۔ منظور احمد شاہ فرماتے ہیں کہ: ''جب میں مسلسل روزے رکھا کرتا تھا تب مجھے اللہ تعالیٰ نے کشف قبور میں خاص کمال عطا فرمایا تھا۔ معمولی سی توجہ کے ساتھ صاحب قبر کے حالات سے باخبر ہو جایا کرتا تھا۔ لیکن ایک مرتبہ حضرت بایزید بسطامیؒ کا ارشاد نظر سے گزرا کہ کشف قبور کا عمل اچھا نہیں بلکہ یہ دوسروں کے گھروں میں جھانکنے کے مترادف ہے اس کے بعد میں نے یہ عمل چھوڑ دیا۔[20]

شادی:

علامہ ابوالنصر منظور احمد شاہؒ کی شادی 1958ء میں عارف والہ ضلع پاکپتن شریف کی مشہور و معروف شخصیت پیر بہاول حق شاہ کی بیٹی زکیہ سے ہوئی۔ پیر بہاول حق شاہ اپنے علاقہ کی معروف مذہبی و روحانی شخصیت تھے۔ آپ کے بھائی پیر محمد اشرف شاہ قومی اسمبلی کے ممبر اور صدر ضیاء الحق شہید کی شوریٰ کے اہم رکن تھے۔ زکیہ منظور یکم جنوری 1939ء میں فیروزپور (انڈیا) میں پیدا ہوئیں۔ آپ عالمہ فاضلہ اور مربیہ تھیں۔ آپ نے ہزاروں طالبات کو دینی تعلیم کے زیور سے آراستہ کیا۔ آپ نے 15 مرتبہ حج بیت اللہ کی سعادت بھی حاصل کی۔ آپ نے دورہ تفسیر اور دورہ حدیث بھی کیا ہوا تھا۔ جبکہ آپ اپنی زندگی میں جامعہ فریدیہ ساہیوال بنات الاسلام کی ناظمہ بھی تھیں۔[21]

اولاد و تلامذہ:

کسی بھی علمی روحانی شخصیت کی دینی و علمی اور تصنیفی خدمات کے علاوہ اس کی اولاد اور اس کے تلامذہ اس کے بہترین ورثہ ہوا کرتے ہیں۔ جو اس کے مشن کو جاری رکھتے ہیں اور اس طرح علمی خزانہ ایک نسل سے دوسری نسل تک صدیوں منتقل ہوتا رہتا ہے۔ آپ نے اپنی تمام اولاد کو دینی اور عصری تعلیم کے زیور سے آراستہ کیا ہے۔ ابوالنصر منظور احمد شاہؒ کے تین بیٹے پیر فیض رسول شاہ، پیر ڈاکٹر مفتی محمد مظہر فرید شاہ اور پیر محمد اظہر فرید شاہ اور تین بیٹیاں ہیں۔[22]

تلامذہ و مریدین:

آپ کے تلامذہ و مریدین کی تعداد بے شمار ہے۔ آپ سلسلۂ چشتیہ سے وابستہ تھے، اسی نسبت سے آپ کو ''چشتی فریدی'' اور آپ کے مریدین کو ''فریدی'' کہا جاتا ہے۔ آپ کے فیضِ نظر سے فیضیاب ہونے والوں میں علما، خطبا، مفتیانِ کرام، مدرسین، محققین اور دینی و سماجی شخصیات شامل ہیں۔ آپ کے معروف تلامذہ میں مولانا ظفر اقبال خاںؒ (مدرس جامعہ فریدیہ)، پروفیسر ڈاکٹر مفتی محمد مظہر فرید شاہ، علامہ سید شبیر احمد شاہ حافظ آبادیؒ، علامہ شبیر احمد ہاشمی (سیکریٹری جمعیت علمائے پاکستان)، حافظ نعمت علی چشتی (لندن)، مولانا محمد اللہ دتہ فریدی، مولانا عبدالعزیز فریدیؒ (خطیب و امام محکمہ اوقاف)، مولانا ڈاکٹر سعید احمد فریدیؒ، مولانا سید فیض رسول شاہ (مہتمم جامعہ غوثیہ لڈن)، مولانا قاری علی محمد فریدی، مولانا قاری عبدالرشید فریدی، مولانا مفتی الیاس احمد فریدی، مولانا مفتی محمد ندیم طیب فریدی، مولانا غلام حسین فریدی لیکچرار DPS اوکاڑہ، مولانا ظہیر احمد بابر فریدی، مفتی محمد اجمل فریدی لیکچرار DPS ساہیوال، مولانا حافظ غلام رسول فریدی (مدرس

جامعہ محمدیہ ساہیوال)، مولانا غلام رسول فریدی (ناظم اعلیٰ جماعت اہل سنت ضلع ساہیوال)، مولانا سید انور حسین شاہ شیرازی، مولانا محمد لطیف فریدی، مولانا مفتی علی عمران قادری، مولانا مفتی حافظ علی عمران اور مولانا محمد اقبال فریدی جیسے نام شامل ہیں۔ ان کے علاوہ بھی ہزاروں تلامذہ اور لاکھوں مریدین اندرون و بیرونِ ملک دینِ متین کی خدمت میں مصروف ہیں جو آپ کے علمی و روحانی فیضان کا روشن ثبوت ہیں۔[23]

اساتذہ و شیوخ:

آپ نے بہت سے اساتذہ سے علم حاصل کیا، آپ کے مشہور اساتذہ و شیوخ درج ذیل ہیں۔

1۔ علامہ سید احمد سعید شاہ کاظمیؒ:

۲۔ ابو الخیر علامہ محمد نور اللہ نعیمیؒ:

۳۔ میاں علی محمد خانؒ بسی شریف والے

بیعت و خلافت:

آپ کے والد ہندوستان سے ہجرت کر کے جب پاکستان آئے تو ضلع پاکپتن میں مقیم ہوئے، اس طرح آپ گاہے گاہے بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ کے مزار اقدس پر حاضری دیا کرتے، آپ نے بابا فرید الدینؒ کے اشارے پر میاں علی محمد خان بسی شریف والے کے دستِ حق پر بیعت کی جو اپنے وقت کے مشہور مشائخ میں سے تھے۔ اُن کے درِ دولت پر حاضر ہوئے تو انھوں نے کافی دیر اپنی صحبت میں بیٹھے رہنے کے بعد بلایا اور شرف بیعت سے نوازا۔

حضرت میاں علی محمدؒ صاحب نے آپ کو اپنی حیاتِ مبارکہ میں ہی سلسلہ چشتیہ کا خرقہ عطا فرمایا اور بیعت کی اجازت بھی مرحمت فرمائی۔ میاں علی محمد خانؒ کے علاوہ آپ کو سید احمد سعید شاہ کاظمیؒ اور علامہ محمد نور اللہ نعیمیؒ کی روحانی نیابت بھی حاصل ہے، ان کے علاوہ کئی اولیاء وقت کی طرف سے آپ بیعت و خلافت کے مجاز ہیں۔[24]

وفات:

علامہ ابو النصر منظور احمد شاہؒ نے 25 اگست 2019ء بمطابق 24 ذوالحج 1440ھ بروز اتوار دوپہر 11 بجے وفات پائی۔ آپ نے تقریباً 89 سال اس دنیا میں گزارے۔ آپ کی نماز جنارہ فریدیہ پارک ساہیوال میں رات 10 بجے ادا کی گئی اور آپ کی نماز جنازہ آپ کے بیٹے پروفیسر ڈاکٹر مفتی محمد مظہر فرید شاہ نے پڑھائی۔ آپ کا جنازہ ضلع ساہیوال کی تاریخ کا سب سے بڑا جنازہ تھا جس میں ہزاروں کی تعداد میں ملک پاکستان کے مختلف صوبوں سے لوگوں نے شرکت کی۔۔[25]

ابو النصر منظور احمد شاہؒ کی علمی و تصنیفی خدمات:

ابو النصر منظور احمد شاہؒ ضلع ساہیوال کی وہ منفرد علمی شخصیت ہیں جنہوں نے اپنی زندگی دینِ اسلام کی خدمت، تدریس، تصنیف اور تحقیق کے

لیے وقف کیے رکھی۔ آپ نے جامعہ فریدیہ کی علمی و دینی خدمات کے ساتھ ساتھ تحریری میدان میں بھی نمایاں مقام حاصل کیا۔ ان کی تصانیف کی تعداد ایک سو بیس سے زائد ہے جو ان کے علم و فکر کی وسعت اور علمی ذوق کی غمازی کرتی ہیں۔ ان کی سب سے بڑی علمی کاوش "تفسیر نور القرآن" ہے جو تفسیر و علوم قرآن کے باب میں ایک وسیع اضافہ ہے۔ اس کے علاوہ ان کی دیگر کتب میں جلوہ جاناں، حج اور عمرہ کے مسائل، اسلام میں ذمیوں کے حقوق، اسلام اور تعلیم، بلد الامین، علم القرآن اور زکوٰۃ و عشر کے مسائل خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔ ان تصانیف میں عقائد، عبادات، معاشرت، تعلیم اور معاشی پہلوؤں پر مدلل اور محققانہ بحث کی گئی ہے۔ شاہ صاحب کی تحریری خدمات نہ صرف علمی حلقوں میں قدر کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہیں بلکہ یہ عوام الناس کے لیے بھی رہنمائی اور دینی بصیرت کا ذریعہ ہیں۔ یوں وہ ساہیوال کی علمی و دینی تاریخ میں ایک روشن باب کی حیثیت رکھتے ہیں۔

(1) جلوہ جاناں

(I) نماز باجماعت پر صحابہ کرامؓ کا عملی موقف:

پیر ابوالنصر منظور احمد شاہؒ کی تصنیف جلوۂ جاناں (حصہ دوم) میں نماز باجماعت کے باب کو صحابہ کرامؓ کے عملی نمونوں کی روشنی میں نہایت تحقیقی انداز سے پیش کیا گیا ہے۔ مصنف واضح کرتے ہیں کہ صحابہؓ کے نزدیک نماز باجماعت محض مستحب عمل نہیں بلکہ دینی زندگی کا لازمی جز تھی۔ وہ حضرات شدید بیماری، بڑھاپے اور سفر جیسی مجبوریوں کے باوجود جماعت میں شریک ہونے کو ترجیح دیتے تھے۔ کتاب میں متعدد آثار و روایات کے ذریعے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ صحابہؓ جماعت سے محرومی کو خسارہ سمجھتے تھے۔ یہ عملی رویہ اس بات کی دلیل ہے کہ نماز باجماعت اسلامی معاشرت کی بنیاد رہی ہے۔ مصنف کا تحقیقی اسلوب قاری کو یہ احساس دلاتا ہے کہ صحابہؓ کا طرزِ عمل محض فقہی بحث نہیں بلکہ زندہ سنت کی عملی تعبیر ہے، جسے آج کے مسلمان کے لیے معیار بنایا جانا چاہیے۔

(II) نماز باجماعت کا اہتمام اور اجتماعی نظم:

کتاب میں نماز باجماعت کے اہتمام کو اسلامی نظم و ضبط اور اجتماعی تربیت کا بنیادی ذریعہ قرار دیا گیا ہے۔ پیر ابوالنصرؒ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے مسجد کو محض عبادت گاہ نہیں بلکہ امت کی تربیت کا مرکز بنایا، جہاں نماز باجماعت کے ذریعے نظم، وقت کی پابندی اور مساوات سکھائی گئی۔ مصنف احادیث اور فقہی اقوال کی روشنی میں واضح کرتے ہیں کہ جماعت کا اہتمام اسلامی معاشرے میں اتحاد اور ہم آہنگی پیدا کرتا ہے۔ امیر و غریب، عالم و عامی سب ایک صف میں کھڑے ہو کر عملی مساوات کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ کتاب میں یہ نکتہ بھی اجاگر کیا گیا ہے کہ جہاں نماز باجماعت کا اہتمام کمزور پڑتا ہے، وہاں دینی کمزوری اور انتشار جنم لیتا ہے۔ اس طرح مصنف نماز باجماعت کو محض عبادت نہیں بلکہ ایک مضبوط سماجی نظام کے طور پر پیش کرتے ہیں۔

(III) حالتِ جنگ میں بھی جماعت کا حکم:

جلوۂ جاناں میں نماز باجماعت کی اہمیت کو اس حد تک واضح کیا گیا ہے کہ حالتِ جنگ جیسے نازک حالات میں بھی جماعت کا حکم برقرار رہتا

ہے۔ مصنف آیاتِ قرآنیہ اور سیرتِ نبوی ﷺ کے واقعات سے استدلال کرتے ہیں کہ جب خوف، خطرہ اور جان کا اندیشہ موجود ہو تب بھی جماعت ترک نہیں کی گئی بلکہ نمازِ خوف کی مخصوص صورت مقرر کی گئی۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ شریعت میں جماعت کی کتنی غیر معمولی اہمیت ہے۔ پیر ابو النصرؒ اس پہلو پر خاص زور دیتے ہیں کہ اگر جنگ جیسے حالات میں بھی جماعت کا اہتمام ممکن ہے تو پرامن حالات میں اس سے غفلت کسی طور قابلِ جواز نہیں۔ اس بحث کے ذریعے مصنف قاری کے ذہن میں نماز باجماعت کی فرضیت اور اس کی اجتماعی حیثیت کو مضبوط دلائل کے ساتھ راسخ کرتے ہیں۔[26]

(IV) باجماعت نماز ترک کرنے کی وعید اور سزا:

کتاب کے ایک اہم حصے میں نماز باجماعت ترک کرنے پر وارد ہونے والی وعیدات کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ پیر ابو النصرؒ احادیثِ نبوی ﷺ کے حوالہ سے واضح کرتے ہیں کہ بلا عذر جماعت چھوڑنا محض معمولی کوتاہی نہیں بلکہ سخت دینی نقصان کا باعث ہے۔ بعض روایات میں ایسے افراد کے گھروں کو جلانے کی وعید کا ذکر اس بات کی شدت کو ظاہر کرتا ہے۔ مصنف فقہائے کرام کے اقوال نقل کرتے ہوئے بتاتے ہیں کہ جماعت سے اعراض فرد کو آہستہ آہستہ دینی بے حسی کی طرف لے جاتا ہے۔ یہ باب قاری کو تنبیہ کرتا ہے کہ عبادت میں انفرادیت پسندی اسلامی مزاج کے خلاف ہے۔ اس تحقیقی اسلوب سے نماز باجماعت کی پابندی کی اخلاقی، فقہی اور معاشرتی اہمیت واضح ہو جاتی ہے۔

(V) نماز باجماعت کے فوائد اور نبوی ارشادات:

پیر ابو النصر منظور احمد شاہؒ نے نماز باجماعت کے فوائد کو تفصیلی ارشاداتِ نبوی ﷺ کی روشنی میں بیان کیا ہے۔ کتاب میں واضح کیا گیا ہے کہ جماعت کی نماز فرد کی نماز سے کئی گنا زیادہ اجر رکھتی ہے، جو اللہ تعالیٰ کے خصوصی فضل کی علامت ہے۔ مصنف روحانی فوائد کے ساتھ ساتھ سماجی اور اخلاقی فوائد بھی بیان کرتے ہیں، جیسے باہمی تعارف، خیر خواہی اور اصلاحِ احوال۔ مزید برآں، جماعت مسلمانوں کو نظم، اتحاد اور وقت کی قدر سکھاتی ہے۔ جلوۂ جاناں میں دیگر نماز سے متعلق مسائل بھی اسی جامع انداز میں زیرِ بحث لائے گئے ہیں، جس سے یہ کتاب سیرت النبی ﷺ کے ساتھ ساتھ حقوق اللہ کی ادائی میں بھی رہنمائی کرتی ہے۔ یہ اسلوب قاری کو علم اور عمل دونوں سطحوں پر متاثر کرتا ہے۔[27]

(VI) اسلام اور عبادت کا جامع تصور:

ابو النصر منظور احمد شاہؒ کی کتاب جلوۂ جاناں، حصہ چہارم میں سب سے پہلے اسلام میں عبادت کے جامع تصور کو واضح کیا گیا ہے۔ مصنف قرآنِ مجید کی آیات اور احادیثِ نبویہ ﷺ کی روشنی میں یہ بات مدلل انداز میں بیان کرتے ہیں کہ عبادت محض چند مخصوص اعمال کا نام نہیں بلکہ پوری زندگی کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے تابع کرنے کا نام ہے۔ عبادت انسان کو بندگی کا شعور عطا کرتی ہے اور اسے خالق و مخلوق کے تعلق سے آگاہ کرتی ہے۔ کتاب میں بتایا گیا ہے کہ عبادت کا اصل مقصد انسان کی اصلاح، قلب کی پاکیزگی اور معاشرے میں خیر و بھلائی کا فروغ ہے۔ ابو النصرؒ عبادت کو ایک ہمہ گیر نظام کے طور پر پیش کرتے ہیں جو فرد کی باطنی تربیت کے ساتھ ساتھ اجتماعی نظم کو بھی مضبوط کرتا ہے۔ اس باب میں عبادت کی روح، اس کی اقسام اور اس کے عملی اثرات کو عام فہم مگر تحقیقی انداز میں بیان کیا گیا ہے۔

(VII) اسلام اور نماز کی اہمیت و فضیلت:

اس کتاب میں نماز کو اللہ تعالیٰ کے بنیادی حقوق میں سے ایک عظیم حق قرار دیا گیا ہے۔ مصنف قرآنِ مجید کی متعدد آیات اور احادیثِ مبارکہ کے ذریعے واضح کرتے ہیں کہ نماز دین کا ستون اور ایمان کی علامت ہے۔ نماز انسان کو فحاشی اور برائی سے روکتی ہے اور اسے مسلسل اللہ کی یاد میں زندہ رکھتی ہے۔ آپ نماز کی فرضیت، اس کی فضیلت اور اس کے ترک پر آنے والی وعیدات کو نہایت متوازن انداز میں بیان کرتے ہیں۔ وہ یہ بھی واضح کرتے ہیں کہ نماز صرف انفرادی عبادت نہیں بلکہ اجتماعی تربیت کا ذریعہ بھی ہے، خاص طور پر باجماعت نماز۔ اس باب میں نماز کے روحانی، اخلاقی اور معاشرتی فوائد کو اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ قاری کے دل میں نماز کی پابندی کا جذبہ بیدار ہو جاتا ہے۔

(VIII) اسلام اور روزہ: تزکیۂ نفس کا ذریعہ:

جلوۂ جاناں کے اس حصے میں روزے کو اسلام کی بنیادی عبادات میں سے دوسری عظیم عبادت قرار دیا گیا ہے۔ ابوالنصر منظور احمد شاہؒ قرآن و سنت کی روشنی میں روزے کی فرضیت اور اس کے مقاصد کو بیان کرتے ہیں۔ روزہ محض بھوک اور پیاس کا نام نہیں بلکہ صبر، تقویٰ اور ضبطِ نفس کی عملی تربیت ہے۔ مصنف واضح کرتے ہیں کہ روزہ انسان کو خواہشات پر قابو پانا سکھاتا ہے اور اسے محتاجوں کے درد کا احساس دلاتا ہے۔ اس عبادت کے ذریعے معاشرے میں ہمدردی، ایثار اور اخلاقی پاکیزگی پیدا ہوتی ہے۔ کتاب میں روزے کے روحانی فوائد کے ساتھ اس کے سماجی اثرات کو بھی بیان کیا گیا ہے، جس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ روزہ فرد اور معاشرے دونوں کی اصلاح کا مؤثر ذریعہ ہے۔

(IX) اسلام اور حج بندگی اور اتحاد کی علامت:

کتاب میں حج کو اللہ تعالیٰ کے عظیم حقوق میں شمار کیا گیا ہے اور اس کی اہمیت کو قرآن و سنت کی روشنی میں تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ ابوالنصرؒ حج کو محض ایک عبادت نہیں بلکہ امتِ مسلمہ کے اتحاد، مساوات اور عالمی اخوت کی عملی تصویر قرار دیتے ہیں۔ حج کے مناسک انسان کو توحید، اطاعت اور قربانی کا درس دیتے ہیں۔ مصنف واضح کرتے ہیں کہ حج میں امیر و غریب، حاکم و محکوم سب ایک ہی لباس میں اللہ کے حضور حاضر ہوتے ہیں، جو اسلامی مساوات کا بہترین مظہر ہے۔ اس باب میں حج کے روحانی، اخلاقی اور اجتماعی پہلوؤں کو عام فہم مگر تحقیقی انداز میں پیش کیا گیا ہے، جس سے قاری کو اس عبادت کی اصل روح اور مقصد سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔

(X) اسلام اور زکوٰۃ کا نظام:

زکوٰۃ کو اللہ تعالیٰ کے اہم حقوق میں شمار کرتے ہوئے مصنف نے اس کی فرضیت اور اہمیت کو قرآن و حدیث کی روشنی میں واضح کیا ہے۔ ابو النصرؒ بیان کرتے ہیں کہ زکوٰۃ محض مالی عبادت نہیں بلکہ معاشرتی انصاف اور اقتصادی توازن کا مؤثر ذریعہ ہے۔ زکوٰۃ دولت کو چند ہاتھوں میں محدود ہونے سے روکتی ہے اور معاشرے کے کمزور طبقے کو سہارا فراہم کرتی ہے۔ کتاب میں زکوٰۃ کے روحانی فوائد بھی بیان کیے گئے ہیں، جیسے مال کی پاکیزگی اور دل کی سخاوت۔ اس باب میں زکوٰۃ کے اجتماعی اثرات کو اس انداز میں بیان کیا گیا ہے کہ قاری کو اسلامی معاشی عدل کی عملی تصویر نظر آتی ہے، جو ہر دور میں قابلِ عمل ہے۔[28]

(XI) اسلام اور اس کا معاشی نظام:

کتاب کے آخری اہم باب میں اسلام کے معاشی نظام کو مختصر مگر جامع انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ ابو النصر منظور احمد شاہؒ واضح کرتے ہیں کہ اسلامی معیشت عدل، توازن اور اخلاقی اصولوں پر قائم ہے۔ سود کی حرمت، زکوٰۃ کی فرضیت اور حلال و حرام کی تمیز اسلامی معاشی نظام کی بنیاد ہے۔ مصنف اس دعوے کو دلائل کے ساتھ ثابت کرتے ہیں کہ جدید مغربی معاشی نظام کے کئی اصول دراصل اسلام سے ماخوذ ہیں، جنہیں یورپی ممالک نے اپنا لیبل لگا کر اپنایا۔ اس باب میں اسلامی معیشت کو ایک ہمہ گیر اور انسانی فطرت کے مطابق نظام کے طور پر پیش کیا گیا ہے، جو ہر زمانے میں معاشی مسائل کا حل پیش کرتا ہے۔[29]

(XII) اسلام اور والدین سے حسنِ سلوک:

مصنف نے حقوق العباد کے ضمن میں سب سے پہلے والدین سے حسنِ سلوک کو بنیادی اہمیت دی ہے۔ قرآنِ مجید میں متعدد مقامات پر توحید کے فوراً بعد والدین کے ساتھ نیکی کا حکم دیا گیا ہے، جس سے اس حق کی عظمت واضح ہوتی ہے۔ کتاب میں آیاتِ قرآنیہ اور احادیثِ نبویہ ﷺ کی روشنی میں یہ بات مدلل انداز میں بیان کی گئی ہے کہ والدین کی خدمت، اطاعت اور احترام دینی فریضہ ہے۔ مصنف واضح کرتے ہیں کہ والدین کے ساتھ حسنِ سلوک صرف مالی تعاون تک محدود نہیں بلکہ نرم گفتگو، عاجزی، دعا اور دل جوئی بھی اس میں شامل ہے۔ اس باب میں والدین کی نافرمانی کے دنیوی و اخروی نقصانات بھی بیان کیے گئے ہیں تاکہ قاری کے دل میں اس حق کی ادائیگی کا شعور پیدا ہو۔ یہ بحث عام فہم مگر تحقیقی انداز میں پیش کی گئی ہے، جو ہر دور کے مسلمان کے لیے رہنمائی فراہم کرتی ہے۔

(XIII) رضاعی رشتوں اور اولاد کے حقوق:

کتاب میں رضاعی ماں اور رضاعی بہن کے ساتھ حسنِ سلوک کو بھی حقوق العباد کا اہم حصہ قرار دیا گیا ہے۔ مصنف قرآن و سنت کی روشنی میں واضح کرتے ہیں کہ رضاعت ایک معتبر شرعی رشتہ ہے جس کے حقوق و آداب ہیں۔ اسی باب میں اولاد کے حقوق، فرائض اور والدین کی ذمہ داریوں کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ بچوں کی دینی و اخلاقی تربیت، عدل و مساوات، شفقت اور مناسب تعلیم کو والدین کی بنیادی ذمہ داری قرار دیا گیا ہے۔ مصنف اس نکتے پر زور دیتے ہیں کہ اولاد کی صحیح پرورش دراصل ایک صالح معاشرے کی بنیاد ہے۔ یہ باب اس انداز میں تحریر کیا گیا ہے کہ قاری کو خاندانی نظام کی اہمیت اور اس میں باہمی حقوق کا توازن بخوبی سمجھ آتا ہے، جو اسلامی معاشرت کا حسن ہے۔[30]

(XIV) اسلام اور ازدواجی تعلقات:

حقوق العباد کے اس حصے میں اسلام کے ازدواجی نظام کو نہایت متوازن اور فطری نظام کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ مصنف قرآنِ مجید اور احادیثِ نبویہ ﷺ کی روشنی میں شوہر اور بیوی کے حقوق و فرائض کو واضح کرتے ہیں۔ نکاح کو محض ایک معاہدہ نہیں بلکہ محبت، رحمت اور ذمہ داری پر قائم رشتہ قرار دیا گیا ہے۔ کتاب میں شوہر کی ذمہ داریوں جیسے نان و نفقہ، حسنِ سلوک اور عدل کے ساتھ ساتھ بیوی کے حقوق اور فرائض کو بھی بیان کیا گیا ہے۔ اس باب میں خاندانی جھگڑوں کے اسباب اور ان کے اسلامی حل بھی زیرِ بحث آئے ہیں۔ مصنف کا انداز عام

فہم مگر تحقیقی ہے، جس سے ازدواجی زندگی کو خوشگوار اور پائیدار بنانے کی عملی رہنمائی ملتی ہے۔[31]

(XV) اسلام اور یتیموں سے ہمدردی:

مصنف نے یتیموں کے حقوق کو خصوصی اہمیت دی ہے اور قرآن و سنت کے دلائل سے اس کی وضاحت کی ہے۔ قرآنِ مجید میں یتیموں کے مال کی حفاظت اور ان کے ساتھ حسنِ سلوک کا بار بار حکم دیا گیا ہے، جسے کتاب میں تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی احادیث کے ذریعے یہ واضح کیا گیا ہے کہ یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں نبی ﷺ کے قریب ہوگا۔ مصنف اس بات پر زور دیتے ہیں کہ یتیموں کی مدد صرف مالی تعاون نہیں بلکہ شفقت، عزت اور تربیت بھی اس میں شامل ہے۔ اس باب میں معاشرتی سطح پر یتیموں کے مسائل اور ان کے حل کو عام فہم انداز میں پیش کیا گیا ہے، جو ایک فلاحی اسلامی معاشرے کی تشکیل میں معاون ثابت ہوتا ہے۔

(XVI) اسلام اور خدام سے حسنِ سلوک:

کتاب میں خدام اور ملازمین کے حقوق کو بھی حقوق العباد کا اہم جزو قرار دیا گیا ہے۔ مصنف قرآن و حدیث کی روشنی میں بیان کرتے ہیں کہ اسلام نے خادموں کے ساتھ حسنِ سلوک، عدل اور شفقت کا حکم دیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا عملی اسوہ پیش کیا گیا ہے کہ آپ ﷺ اپنے خادموں سے نرمی اور محبت کا برتاؤ فرماتے تھے۔ اس باب میں اجرت کی بروقت ادائیگی، کام کی مناسب حد اور عزتِ نفس کے احترام پر زور دیا گیا ہے۔ مصنف واضح کرتے ہیں کہ خدام کے ساتھ ظلم دراصل معاشرتی فساد کا سبب بنتا ہے۔ یہ بحث موجودہ دور کے تناظر میں بھی نہایت اہم ہے، کیونکہ اس سے اسلامی سماجی انصاف کا تصور واضح ہوتا ہے۔

(XVII) اسلام اور حیوانات سے حسنِ سلوک:

حقوق العباد کے آخری باب میں مصنف نے حیوانات کے حقوق کو بھی شامل کیا ہے، جو اسلام کی جامعیت کا واضح ثبوت ہے۔ قرآن و سنت کی روشنی میں بتایا گیا ہے کہ اسلام نے جانوروں کے ساتھ بھی رحم اور حسنِ سلوک کا حکم دیا ہے۔ احادیثِ نبویہ ﷺ میں جانوروں پر ظلم کرنے کی ممانعت اور ان پر رحم کرنے کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ مصنف اس بات کو واضح کرتے ہیں کہ جانوروں کو بھوکا رکھنا، بلاوجہ اذیت دینا یا ان پر ظلم کرنا اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے۔ اس باب میں انسانی اخلاق اور رحمتِ عامہ کے تصور کو اجاگر کیا گیا ہے، جو ایک مہذب اور متوازن معاشرے کی بنیاد فراہم کرتا ہے۔[32]

(2) فیوضات فریدی

(I) زکوٰۃ، انفاق اور اسلامی معاشی فلسفہ:

کتاب فیوضاتِ فریدی کا پہلا اہم دائرہ زکوٰۃ اور انفاق فی سبیل اللہ کے جامع اسلامی فلسفے پر محیط ہے، جس میں زکوٰۃ کو محض مالی فریضہ نہیں بلکہ انسانی تمدن کی تطہیر اور معاشرتی عدل کا مؤثر نظام قرار دیا گیا ہے۔ مصنف فلسفۂ زکوٰۃ، نصاب، مصارف اور اس سے متعلق قرآنی آیات و احادیث نبویہ کو ائمہ اربعہ کی آراء کے ساتھ مربوط انداز میں پیش کرتے ہیں، جس سے فقہی توازن اور استدلالی پختگی نمایاں ہوتی ہے۔ زکوٰۃ

کے فوائد و حکمتوں کے ضمن میں معاشی عدم توازن کے خاتمے، غربت میں کمی اور اجتماعی اخوت کے فروغ پر توجہ دی گئی ہے۔ پاکستان میں سوشلزم اور سوشل بائیکاٹ کی شرعی حیثیت پر گفتگو عصرِ حاضر کے معاشی و سماجی سوالات سے براہِ راست مکالمہ قائم کرتی ہے، جو اس باب کو تحقیقی اعتبار سے معاصر اور رہنمائی بخش بناتی ہے۔[33]

(II) صیام، حج اور قربانی، عبادت، تربیت اور اجتماعی شعائر:

دوسرا محور رمضان المبارک، صیام، اعتکاف، عید الفطر، حج اور قربانی جیسے عظیم شعائرِ اسلام کی جامع توضیح پر مشتمل ہے۔ مصنف روزے کی فضیلت، حکمتیں اور مسائل کو روحانی تربیت، ضبطِ نفس اور سماجی ہمدردی کے تناظر میں واضح کرتے ہیں، جبکہ اعتکاف اور عید کے احکام عملی رہنمائی کے ساتھ پیش کیے گئے ہیں۔ فرضیتِ حج، ارکان و واجبات، اور قربانی کی فضیلت و مسائل کو قرآنی نصوص، سنتِ نبوی اور فقہی اصولوں کی روشنی میں منظم اسلوب سے بیان کیا گیا ہے۔ یہ مباحث عبادات کے فردی اثرات کے ساتھ ساتھ ان کے اجتماعی و تمدنی نتائج کو بھی اجاگر کرتے ہیں، جس سے قاری کو شعائرِ اسلام کی مقصدیت، حکمت اور عصرِ حاضر میں ان کی تطبیقی اہمیت کا واضح فہم حاصل ہوتا ہے۔[34]

(III) نماز، طہارت اور جامع عبادت کا عملی واخلاقی نظام:

تیسرا حصہ نماز اور طہارت کے جامع تصور کو مرکز بناتا ہے، جہاں نماز کو محض ادائیگی نہیں بلکہ جامع عبادت اور اخلاقی تعمیر کا سرچشمہ قرار دیا گیا ہے۔ وضو کے فرائض، طریقہ کار اور فوائد کے ساتھ نماز کی اہمیت، باجماعت نماز کی فضیلت اور اس کے روحانی و سماجی اثرات کو دلائلِ شرعیہ کے ساتھ واضح کیا گیا ہے۔ مصنف نماز کے انفرادی تزکیہ، اجتماعی نظم اور اخلاقی استحکام پر اثرات کو مربوط انداز میں پیش کرتے ہیں، جس سے عبادت اور کردار کے باہمی تعلق کی تفہیم گہری ہوتی ہے۔ ائمہ اربعہ کی آراء کے تقابلی ذکر سے فقہی وسعت پیدا ہوتی ہے، جبکہ عصرِ حاضر کے تناظر میں عملی اطلاق کی رہنمائی اس باب کو تحقیقی، تدریسی اور اصلاحی اعتبار سے نہایت مؤثر بناتی ہے۔[35]

(3) فلسفۂ حج

علامہ ابوالنصر منظور احمد شاہؒ کی تصنیف فلسفۂ حج میں حج کو محض ایک عبادت نہیں بلکہ ہمہ جہت تربیتی، فکری اور روحانی نظام کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ کتاب میں سب سے پہلے حج کا لغوی و اصطلاحی مفہوم واضح کیا گیا ہے، جس کے بعد فریضۂ حج کی آٹھ بنیادی حکمتیں بیان کی گئی ہیں۔ مصنف کے نزدیک حج انسان کو مال، اولاد اور کاروبار سے وقتی علیحدگی کے ذریعے قربِ الٰہی کا شعور دیتا ہے اور یہ عبادت مالی و جسمانی قربانی کا حسین امتزاج ہے۔ حج ملتِ اسلامیہ کا عظیم عالمی اجتماع ہے جو مساوات، اخوت اور ہمدردی جیسے آفاقی اصولوں کو عملی شکل دیتا ہے۔ اس سفر میں سیر وفی الارض، کفن کی یاد، اور فنا و بقا کے تصورات انسان کو باطنی احتساب کی طرف مائل کرتے ہیں۔ کتاب میں یہ نکتہ خاص اہمیت رکھتا ہے کہ دیگر عبادات میں عقل کا غلبہ ہے جبکہ حج میں عشق کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ مزید برآں، فرضیتِ حج، ارکان، احکام و مسائل کو قرآن و سنت کی روشنی میں تحقیقی انداز سے بیان کیا گیا ہے، آخر میں تعمیرِ کعبہ کا تاریخی جائزہ اور حج و عمرہ کا صوفیانہ تصور دورِ حاضر کے فکری تقاضوں کے مطابق پیش کیا گیا ہے۔[36]

حوالہ جات

1 امام بخش ندیم، فرید العصر، ساہیوال: فریدیہ پرنٹنگ پریس، 1425ھ، ص: 10
2 امام بخش ندیم، فرید العصر، ساہیوال: فریدیہ پرنٹنگ پریس، 1425ھ، ص: 11، 12
3 شاہ، منظور احمد، ابو النصر، عظمت بنو ہاشم، ساہیوال: فریدیہ پرنٹنگ پریس، س، ن، ص: 7
4 سائیں نذیر احمد فریدی، ماہنامہ انوار لفرید، ساہیوال: فریدیہ پرنٹنگ پریس، جولائی، اگست 2011ء ص: 64
5 سائیں نذیر احمد فریدی، ماہنامہ انوار لفرید، ساہیوال: فریدیہ پرنٹنگ پریس، مارچ، اپریل 1993ء، ص: 42
6 سائیں نذیر احمد فریدی، ماہنامہ انوار لفرید، ساہیوال: فریدیہ پرنٹنگ پریس، مارچ، اپریل 1993ء، ص: 43
7 ایضاً، ص: 44
8 ایضاً، ص: 42
9 امام بخش ندیم، فرید العصر، ساہیوال: فریدیہ پرنٹنگ پریس، 1425ھ، ص: 13
10 امام بخش ندیم، فرید العصر، ساہیوال: فریدیہ پرنٹنگ پریس، 1425ھ، ص: 14، 15
11 شاہ، منظور احمد، ابو النصر، مدینۃ الرسول ﷺ، ساہیوال: مکتبہ نظامیہ، 2013ء، ص: 5
12 امام بخش ندیم، فرید العصر، ساہیوال: فریدیہ پرنٹنگ پریس، 1425ھ، ص: 73
13 سائیں نذیر حسین، تذکرہ فرید العصر، اوکاڑہ: مکتبہ چشتیہ فریدیہ، 1423ھ، ص: 19
14 شاہ، منظور احمد، ابو النصر، اداب نبوی ﷺ، ساہیوال: فریدیہ پرنٹنگ پریس، 1999ء، ص: 47
15 انٹرویو، شاہ، محمد مظہر فرید، ڈاکٹر، مفتی، بمقام جامعہ فریدیہ، ساہیوال، 30 دسمبر 2025ء
16 شاہ، منظور احمد، ابو النصر، مدینۃ الرسول ﷺ، ساہیوال: مکتبہ نظامیہ، 2005ء، ص: 426
17 ابو الحسن علی بن عمر بن احمد، سنن دار قطنی، بیروت۔ لبنان: مؤسسۃ الرسالۃ، 1424ھ، باب المواقیت، رقم الحدیث: 2695
18 شاہ، منظور احمد، ابو النصر، مدینۃ الرسول ﷺ، ساہیوال: مکتبہ نظامیہ، 2005ء، ص: 427
19 شاہ، منظور احمد، ابو النصر، آئینہ حق، ساہیوال: مکتبہ نظامیہ، س، ن، ص: 124
20 فریدی، ارشاد احمد، ماہنامہ انوار الفرید، ساہیوال: فریدیہ پرنٹنگ پریس، جولائی، اگست، 2012ء، ص: 70
21 انٹرویو، محمد مظہر فرید، مفتی، ڈکٹر، بمقام جامعہ فریدیہ، ساہیوال، 5 اگست 2025ء
22 انٹرویو، محمد مظہر فرید شاہ، ڈاکٹر، مفتی مہتمم، بمقام، جامعہ فریدیہ ساہوال یکم جولائی 2025ء
23 انٹرویو، شاہ، محمد مظہر فرید، ڈاکٹر، مفتی، بمقام، جامعہ فریدیہ ساہوال یکم اکتوبر 2025ء
24 ایضاً
25 انٹرویو، شاہ، محمد مظہر فرید، ڈاکٹر، مفتی، بمقام، جامعہ فریدیہ، ساہوال، یکم اکتوبر 2025ء
26 شاہ، منظور احمد، ابواالنصر، جلوہ جاناں، مکتبہ نظامیہ جامعہ فریدیہ، ساہیوال، 2016ء، ج: 2، ص: 111
27 شاہ، منظور احمد، ابواالنصر، جلوہ جاناں، مکتبہ نظامیہ جامعہ فریدیہ، ساہیوال، 2016ء، ج: 2، ص: 119

28 شاہ، منظور احمد، ابوالنصر، جلوہ جاناں، مکتبہ نظامیہ جامعہ فریدیہ، ساہیوال، 2016ء، ج:4، ص:455

29 شاہ، منظور احمد، ابوالنصر، جلوہ جاناں، مکتبہ نظامیہ جامعہ فریدیہ، ساہیوال، 2016ء، ج:2، ص:461

30 شاہ، منظور احمد، ابوالنصر، جلوہ جاناں، مکتبہ نظامیہ جامعہ فریدیہ، ساہیوال، 2016ء، ج:2، ص:576

31 شاہ، منظور احمد، ابوالنصر، جلوہ جاناں، مکتبہ نظامیہ جامعہ فریدیہ، ساہیوال، 2016ء، ج:2، ص:585

32 شاہ، منظور احمد، ابوالنصر، جلوہ جاناں، مکتبہ نظامیہ جامعہ فریدیہ، ساہیوال، 2016ء، ج:2، ص:602

33 شاہ، منظور احمد، ابوالنصر، فیوضات فریدی، حزب الفرید، جامعہ فریدیہ، ساہیوال، 2013ء، ص:141

34 ایضا، ص:162

35 ایضا، ص:287

36 شاہ، منظور احمد، ابوالنصر، فلسفہ حج، منظور الفرید دار الاشاعت، ساہیوال، 2013ء

References

1. Imam Bakhsh Nadeem, Farid Al-Asr, Sahiwal: Faridiya Printing Press, 1425 AH, p. 10
2. Imam Bakhsh Nadeem, Farid Al-Asr, Sahiwal: Faridiya Printing Press, 1425 AH, p. 11, 12
3. Shah, Manzoor Ahmad, Abu al-Nasr, Azmat Banu Hashim, Sahiwal: Faridiya Printing Press, s, n, p. 7
4. Sain Nazir Ahmad Faridi, Monthly Anwarul Farid, Sahiwal: Faridiya Printing Press, July, August 2011, p. 64
5. Sain Nazir Ahmad Faridi, Monthly Anwarul Farid, Sahiwal: Faridiya Printing Press, March, April 1993, p. 42
6. Sain Nazir Ahmad Faridi, Monthly Anwarul Farid, Sahiwal: Faridiya Printing Press, March, April 1993, p. 43
7. Ibid, p. 44
8. Ibid, p. 42
9. Imam Bakhsh Nadeem, Farid Al-Asr, Sahiwal: Faridiya Printing Press, 1425 AH, p. 13
10. Imam Bakhsh Nadeem, Farid Al-Asr, Sahiwal: Faridiya Printing Press, 1425 AH, p. 14, 15
11. Shah, Manzoor Ahmad, Abu al-Nasr, Madinatul-Rusul ﷺ, Sahiwal: Maktaba Nizamiyah, 2013, p. 5
12. Imam Bakhsh Nadeem, Farid Al-Asr, Sahiwal: Faridiya Printing Press, 1425 AH, p. 73
13. Sayyin Nazir Hussain, Tazkirah Farid Al-Asr, Okara: Maktaba Chishtia Faridiya, 1423 AH, p. 19
14. Shah, Manzoor Ahmad, Abu al-Nasr, Adab Nabvi ﷺ, Sahiwal: Faridiya Printing Press, 1999, p. 47
15. Interview, Shah, Muhammad Mazhar Farid, Dr., Mufti , at Jamia Faridiya, Sahiwal, 30 December 2025
16. Shah, Manzoor Ahmad, Abu al-Nasr, Madinatul-Rasul ﷺ, Sahiwal: Maktaba Nizamiyah, 2005, p. 426
17. Abu al-Hasan Ali bin Umar bin Ahmad, Sunan Dar Qutni, Beirut. Lebanon: Musassatul-Risala, 1424 AH, Chapter Al-Muwaqit, Hadith No. 2695
18. Shah, Manzoor Ahmad, Abu al-Nasr, Madinatul-Rasul ﷺ, Sahiwal: Maktaba Nizamiyah, 2005, p. 427
19. Shah, Manzoor Ahmad, Abu al-Nasr, Aaina Haqq, Sahiwal: Maktaba Nizamiyah, S,N, p. 124
20. Faridi, Irshad Ahmad, Anwar-ul-Fareed Monthly, Sahiwal: Faridiya Printing Press, July-August, 2012, p. 70
21. Interview, Muhammad Mazhar Farid, Mufti, Dr., at Jamia Faridiya, Sahiwal, 5 August 2025
22. Interview, Muhammad Mazhar Farid Shah, Dr., Mufti, Grand Mufti, at Jamia Faridiya Sahiwal 1

July 2025
23. Interview, Shah, Muhammad Mazhar Farid, Dr., Mufti, at Jamia Faridiya Sahiwal 1 October 2025
24. Ibid.
25. Interview, Shah, Muhammad Mazhar Farid, Dr., Mufti, at Jamia Faridiya, Sahiwal, 1 October 2025
26. Shah, Manzoor Ahmed, Abu-ul-Ansar, Jalwa Janan, Maktaba Nizamia Jamia Faridiya, Sahiwal, 2016, Vol. 2, p. 111
27. Shah, Manzoor Ahmed, Abu-ul-Ansar, Jalwa Janan, Maktaba Nizamia Jamia Faridiya, Sahiwal, 2016, Vol. :2, p:119
28. Shah, Manzoor Ahmad, Abu al-Nasr, Jalwa Janan, Maktaba Nizamia Jamia Faridiya, Sahiwal, 2016, v. 4, p:455
29. Shah, Manzoor Ahmad, Abu al-Nasr, Jalwa Janan, Maktaba Nizamia Jamia Faridiya, Sahiwal, 2016, v. 2, p:461
30. Shah, Manzoor Ahmad, Abu al-Nasr, Jalwa Janan, Maktaba Nizamia Jamia Faridiya, Sahiwal, 2016, v. 2, p:576
31. Shah, Manzoor Ahmad, Abu al-Nasr, Jalwa Janan, Maktaba Nizamia Jamia Faridiya, Sahiwal, 2016, v. 2, p:585
32. Shah, Manzoor Ahmad, Abu al-Nasr, Jalwa Janan, Maktaba Nizamia Jamia Faridiya, Sahiwal, 2016, v. 2, p:602
33. Shah, Manzoor Ahmad, Abu Al-Ansar, Fayuzat Faridi, Hizb Al-Farid, Jamia Faridiyya, Sahiwal, 2013, p. 141
34. Ibid., p. 162
35. Ibid., p. 287
36. Shah, Manzoor Ahmad, Abu Al-Ansar, Philosophy of Hajj, Manzoor Al-Farid Darul-Ishaat, Sahiwal, 2013